ہدًی و ذکریٰ لاولی الالباب

سلسلۂ معارف اسلام

نمبر

ذکریٰ

اثر خامہ

علامہ ابوالکلام آزاد

ت ادبیہ علیگڑھ نے شائع کیا

مطبوعہ فیض عام علیگڑھ

فہرست مضامین

تعارف

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مدظلہٗ کی مقدس و بابرکت ذات اور مسائل دینیہ میں آپ کی مسلمہ نظرِ غائر کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ یہ دو مقالات آپ ہی کے زورِ قلم کے نتائج ہیں جو مرحوم البلاغ کے نمبر ۶-۷ اور ۱۳-۱۴ میں بالترتیب پہلی بار شائع ہوئے تھے۔ اور اب مستقل کتابی صورت میں **ذکریٰ** کے نام سے پیش کر کے ہم سعادتِ دارین کے حصول کی جائز توقع رکھتے ہیں۔

یہ رسالہ سلسلہ معارف اسلام کی دوسری کڑی ہے جس کا پہلا نمبر احمد برادران نے **بشریٰ** کے نام سے شائع کیا تھا۔ مگر چونکہ

انہوں نے سردست اس کام کو ملتوی کرکے یہ سلسلہ ہم کو
عنایت کر دیا ہی لہذا اب اس کے گذشتہ و آیندہ تمام نمبر
ہم ہی شائع کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔

یہ توقع بیجا نہو گی کہ ارباب نظر و بصیرت ان ناچیز خدمات
کی قدر فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائینگے۔

شرکت ادبیہ علی گڑہ
یکم جنوری ۱۹۲۵ء

خاکسار۔ اسرائل (علیگ)
ناظم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ!

سُنّۃ اللہ

جب زمین پیاسی ہوتی ہے تو ربّ السماوات والارض پانی برساتا ہے، جب
انسان اپنی غذا کے لیے بیقرار ہوتا ہے تو وہ موسم ربیع کو بھیجدیتا ہے، جب
خشک سالی کے آثار چھا جاتے ہیں تو آسمانِ رحمت پر بدلیاں پھیل جاتی ہیں۔
وہ خدا ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے، اور ہوائیں بادلوں کو
اپنی جگہ سے ابھارتی ہیں، اور جس طرح اُس کی مرضی نے
انتظام کر دیا ہے، بادل فضا میں پھیل جاتے ہیں۔ پس تم
دیکھتے ہو کہ اُن کے اندر سے مینھ برسنے لگتا ہے، اور تمام
زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ پھر جب وہ اپنے بندوں پر

اللہ الذی یرسل الریاح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء ویجعلہ کسفا فتری الودق یخرج

عالمِ ہستی کے ایک ایک ذرّہ کے لیے خلقت اور ہدایت' دونوں کا سامان کر دیا۔ انسان کو بھی جسم اور روح دونوں کے ساتھ پیدا کیا ہے' اور اُس کے لیے بھی خلقت اور ہدایت' دونوں کا سامان رکھتا ہے۔

اس کی ربوبیت نے جس طرح جسم کے لیے زمین کے اندر طرح طرح کے خزانے رکھے ہیں' اسی طرح روح کی غذا کے لیے بھی اس کے آسمانوں کی وسعت معمور ہے۔ جس طرح جسم کی غذا اور زمین کی مادّی حیات و نمو کے لیے آسمانوں پر بدلیاں پھیلتیں' بجلیاں چمکتیں' اور موسلا دھار پانی برستا ہے۔ ٹھیک اسی طرح اقلیم روح و قلب کی فضا میں بھی تغیرات ہوتے ہیں۔ یہاں اگر زمین کی مٹی پانی کے لیے ترستی ہے تو وہاں بھی انسانیت کی محرومی ہدایت کے لیے تڑپنے لگتی ہے۔ یہاں پتے جھڑتے ہیں' ٹہنیاں سوکھنے لگتی ہیں' اور پھولوں کے رنگین ورق بکھر جاتے ہیں' تو تم کہتے ہو کہ آسمان کو رحم کرنا چاہیئے۔ وہاں بھی جب سچائی کا درخت مرجھا جاتا ہے' نیکی کی کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں' عدالت کا باغ ویران ہو جاتا ہے' اور خدا کے کلمۂ حق و صدق کا شجرۂ طیبہ دنیا کے ہر گوشہ اور ہر حصّہ میں بے برگ و بار نظر آنے لگتا ہے' تو اُسوقت روحِ انسانیت چیختی ہے کہ خدا کو رحم کرنا چاہیے۔ یہاں زمین پر موت طاری ہوتی ہے تو خدا کی بارش اسے زندگی بخشتی ہے۔ وہاں انسانیت ہلاک ہو جاتی ہے تو خدا کی ہدایت اسے پھر اٹھا کر بٹھا دیتی ہے۔

بدلیوں کے اندر آتشیں بجلیوں کے ساتھ آئیگا، اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ میرے جاہ و جلال الٰہی کی نمود ہوگی، سو بالآخر وہ آگیا، اور سعیر و فاران کی چوٹیوں پر اُس کے ابر کرم کی بوندیں پڑنے لگیں!

یہ ہدایت الٰہی کی تکمیل تھی، یہ شریعت ربانی کے ارتقاء کا مرتبۂ آخری تھا، یہ سلسلہ ترسیل رسل و نزول صحف کا اختتام تھا، یہ سعادت بشری کا آخری پیام تھا، یہ وراثت ارضی کی آخری بخشش تھی، یہ اُمۃ مسلمہ کے ظہور کا پہلا دن تھا، اور اس لیے یہ حضرۃ ختم المرسلین و رحمۃ اللعالمین محمد بن عبداللہ کی ولادت باسعادت تھی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔

امت مسلمہ کی تاسیس

یہی واقعۂ ولادۃ نبوی ہی جو دعوۃ اسلامی کے ظہور کا پہلا دن تھا، اور یہی ماہ ربیع الاول ہی جس میں اُس اُمۃ مسلمہ کی بنیاد پڑی جس کو تمام عالم کی ہدایت وسعادت کا منصب عطا ہونے والا تھا۔ یہ ریگستان حجاز کی بادشاہت کا پہلا دن نہ تھا، یہ عرب کی ترقی و عروج کے بانی کی پیدائش نہ تھی، یہ محض قوموں کی طاقتوں کا اعلان نہ تھا، اُس میں صرف نسلوں اور ملکوں کی بزرگی کی دعوۃ نہ تھی، جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہے، اور جیسا کچھ کہ دنیا کی تمام تاریخ کا انتہائی سرمایہ ہے بلکہ یہ تمام عالم کی ربانی بادشاہت کا یوم میلاد تھا، یہ تمام دنیا کی ترقی و عروج

قوتوں کے لیے پتھر تھے، اتنے ہی زیادہ ان کی قدرتی حرکت و نشو کے لیے زنجیر تھے اور اتنے ہی زیادہ خدا کی عطا کردہ جبلت صالحہ اور انسان کے نوعی شرف و احترام کے لیے ان کے اندر بربادیوں اور ہلاکتوں کی نحوست تھی۔

پس جسکا وجود خود دنیا کے لیے ایک زخم تھا، وہ اُن کی یاد میں اپنی گم شدہ شفا کیونکر پا سکتی ہے؟

بے سود تذکار

حکماء کی حکمت، فلاسفہ کا فلسفہ۔ صناعوں کی ایجادیں، بلاشبہہ تاریخ عالم کے اہم واقعات ہیں، لیکن اگر وہ اپنی یاد کے آگے دنیا کو جھکانا چاہتے ہیں تو انھیں بتلانا چاہیے کہ انھوں نے اپنی حکمت سرائیوں اور عجیب عجیب ایجادوں سے دنیا کے اصلی دکھ اور زمین کی حقیقی مصیبت کے لیے کیا کیا؟ آسمان کی فضا میں ان گنت ستاروں کی قطاریں پھیلی ہوئی ہیں۔ بلاشبہ وہ شخص بہت بڑا غور کرنیوالا دماغ اور بڑی ہی کاوش کرنیوالی نظر رکھتا تھا جس نے ہم کو سب سے پہلے بتلایا کہ یہ بڑے بڑے ستارے ہیں، ان میں ثوابت ہیں، سیارات ہیں، اور ان کی حرکتوں کے معین اوقات و ایام ہیں لیکن دنیا جب ستاروں کی یہ بہت بڑی سچائی نہیں جانتی تھی، تو اُسوقت بھی بیمار تھی، اور یہ معلوم کر کے بھی بیمار ہی رہی۔ اسکا اصلی دکھ یہ تھا کہ انسان آسمان کے متعلق تھوڑا جانتا ہے، بلکہ ہمیشہ سے وہ اس ایک ہی مرض میں

لقد استکبروا فی انفسہم — بلاشبہ انھوں نے یہ کھکر اپنے اندر بڑا گھمنڈ پیدا کیا
وعتو عتوا کبیرا۔ (۲۵:۲۱) — اور بڑی سخت درجہ کی سرکشی کی۔

سو اب تم دیکھو کہ دنیا اپنے اعتراف کا سر جھکانے کے لیے جب تمدن کے
اس سب سے بڑے مغروریت کی طرف جاتی ہے تو اُسے کیا جواب ملتا ہے؟
آج تمدن کے ابلیسانہ گھمنڈ کا ملعون بت چور چور کر دیا گیا ہے، اور خدا کا وہ
زبردست اور بے پناہ ہاتھ جو قوم ثمود و عاد، اور بڑی بڑی آبادیوں اور بڑے بڑے
خیموں والوں کو سزا دے چکا تھا، اپنے جلال اور ہولناکی کی آتشیں چمک دکھلا
رہا ہے۔ تم یورپ کی موجودہ جنگ اور متمدن اقوام کی باہمی قتل و خونریزی کو چارپایوں
کی طرح نہیں بلکہ انسانوں کی طرح نظر ڈالو، اور دیکھو کہ یہ کیا ہے جو تمہارے سامنے
ہو رہا ہے! یہ تمدن اور وحشت کی پیکار نہیں ہے، یہ علم و جہل کی ٹکر نہیں ہے، یہ تمدن
ہی جو تمدن سے ٹکرا رہا ہے، یہ علم ہے جو علم کو ذبح کر رہا ہے، یہ صناعت ہے جو صناعت کو
پیس رہی ہے، یہ ایجاد کا مغرور شیطان ہے جو ایجاد ہی کے شیطان لعین کو ڈس
رہا ہے، اور اس طرح تمدن کا گھمنڈ ہی ہے جو تمدن کے گھمنڈ کو ریزہ ریزہ اور پاش
پاش کر رہا ہے۔

یخربون بیوتہم بایدیہم (۵۹:۲) — اپنے گھروں کو وہ اپنے ہاتھوں ہی سے اجاڑ رہے ہیں۔
پس اگر مسکین دنیا اُن انسانوں کو یاد رکھنا چاہتی ہے جو تمدن کے بادشاہ

تھے، علم کے فرمان فرما تھے، اور ایجاد و صناعت کے دیوتا تھے، تو تم اس کا ہاتھ
پکڑو، اور اسے آج یورپ کے اُن میدانوں کے سامنے لیجا کر کھڑا کر دو جہاں
تمدن و علم کا تخت عظمت و اجلال آگ اور لہو کی بدلیوں اور دھویں اور زہریلی
گیسوں کی مسموم فضا کے اندر بچھایا گیا ہے، اور مسمار عمارتوں کے کھنڈروں، سرخ
سرخ خون کی ندیوں، اور انسانوں کی تڑپتی ہوئی لاشوں کے تودوں پر اس کے
سنہری ستون عظمت نصب کیے گئے ہیں۔ پھر اس سے کہو کہ وہ اپنی احسانمندی
اور شکرگذاری کے لیے اُن عظیم الشان انسانوں میں سے کسی بڑائی کو چھانٹ لے، جو
آج گیہوں اور جو کے لیے روتے ہیں، کیونکہ ہوا میں اُڑنے کے آلات اور پانی کو مفرد اجزا
میں بدل لینے کا علم ان کے کچھ کام نہ آیا !!

وہ ان میں سے کس کو اپنی پرستش اور یاد کے لیے چنے گی؟ کیا وہ اس سب سے
بڑے فلسفی کو یاد کرے گی جو چودھویں صدی عیسوی میں آیا اور اس نے تجربہ کی راہ
کھولی جس سے کہ انسانوں کو ہلاکت اور خونریزی کے سب سے زیادہ روح پاش آلات
تک پہنچا دیا؟ وہ کیمسٹری کے اُس دیوتا کو یاد کرے گی جس پر موجودہ تمدن کو سب سے زیادہ ناز
ہے اور جس نے ایسی زہریلی گیسیں، ایسے مہلک بم اور شل، اور ایسے بے پناہ مرکبات
بنا دیئے جن سے آگے انسانی جماعتیں بالکل بے بس ہو جاتی ہیں، اور منٹوں کے اندر
بڑی بڑی آبادیاں موت کی لعنت سے بھر جاتی ہیں۔ اچھا بھاپ کی طاقت کے

سوچو کہ بلاؤ، اس کی بڑائی کیسی عجیب تھی جس نے بھاپ کی غیر معلوم طاقت
کو انسان کے تابع کر دیا؟ لیکن آہ! وہ اُس دنیا کے لیے کیا کرے جو موت کی
نہیں، بلکہ زندگی کی بھوکی ہے، اور دیکھ رہی ہے کہ بھاپ کے شیطان ہی کے اندر
وہ سب سے بڑی بے پناہ خباثت ہے، جس نے آج جنگ کے میدانوں میں مختلف بھیس
اور مختلف صورتوں کے اندر موت کی سب سے بڑی پھنکار ماری ہے، اور تمام انسانی
علم و دانائی اس کے بچاؤ کے لیے بیکار ہے۔

پھر کیا دنیا تمدن و علم کے اُن مغرور بانیوں کی پیدائش پر خوشیاں منائے
جنھوں نے اُس کی موت و ہلاکت کے لیے تو سب کچھ کیا، پر اس کے امن و سلامتی اور
سعادت و طمانیت کے لیے کچھ نہ کر سکے؟ ان کے پاس انسان کے اوڑنے،
سمندروں کے اندر جانے، بجلی کو قابو میں کرنے، ہوا کے تموج اور ذرات کو اپنے
نامہ و پیام کا سفیر بنانے، اور خود بخود بجنے والے باجوں اور بڑی تیزی سے چلنے
والی سواریوں کے لیے تو بڑا ذخیرہ ہے، لیکن انسان کو نیک اور راست باز بنانے،
خدا کی عدالت و صداقت سے زمین کو معمور کرنے، امن اور راحت کی بادشاہت
کے قائم کرنے، ظلم و فساد کے بیج سے زمین کو صاف کرنے، طاقت اور حکم کے
جبر سے ضعف اور ناتوانی کو بچانے، اور انسانوں کو درندوں اور سانپوں کی طرح
نہیں بلکہ انسانوں کی طرح بسا دینے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔

تم نے یورپ کے تمدن کی کتوں کی طرح لوٹ کر اور بھیڑوں کی طرح چلکر ہمیشہ
پرستش کی ہے اور مذہب کی تعلیمات کی ہنسی اوڑائی ہے کہ وہ آخرۃ آخرۃ کہتا ہے
مگر یورپ کی طرح دنیا کے لیے کچھ نہیں تبلاتا۔ لیکن شاید تم آج قرآن حکیم کی اس
آیت کو سمجھ سکو جس کے متعلق حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اس کی تلاوت آخری زمانہ
کے فتنہ سے بچائیگی۔

هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا — تمکو بتلاؤں کہ سب سے زیادہ ناکام و نامراد کام
الذين ضل سعيهم في الحيوٰة — کرنے والے کون ہیں؟ وہ جن کی تمام قوۃ سعی صرف
الدنيا وهم يحسبون انهم — دنیا کی زندگی سنوارنے ہی میں کھوئی گئی اور جن
يحسنون صنعا اولئك الذين — حقیقت نے ان میں یہ گھمنڈ پیدا کر دیا کہ وہ بہت ہی
كفروا بايٰت ربهم ولقائه — خوبیوں کا کام کر رہے ہیں، یہی لوگ ہیں جنھوں نے
فحبطت اعمالهم فلا نقيم لهم يوم — اللہ کی نشانیوں اور اس کے رشتہ کو نہ سمجھا اور اس سے
القيامة وزنا۔ (١٨: ١٠٤) — انکار کیا، پس انکا تمام کیا دھرا برباد گیا اور قیامت کے
دن انھیں کوئی وزن نصیب نہوگا۔

دوسری جگہ ارباب کفر کے اعمال یہ تبلائے۔

يعلمون ظاهرا من الحيوٰة الدنيا و — صرف دنیا کی زندگی کا ایک ظاہری پہلو انھوں نے
هم عن الآخرة هم غافلون۔ — جان لیا ہے اور وہ آخرۃ کے علاقوں سے بالکل غافل ہو گئے ہیں

جھوٹے مدعیوں کے دامن غبار میں لپٹی ہوئی تھی، تو اُسے وصیت کی کہ وہ سچائی کے رسولوں اور خدا کے داعیوں کی راہ اختیار کرے اور انہیں کی زندگی کو اپنا نصب العین بنائے۔

اھدنا الصّراط المستقیم   خدایا تو ہمیں صراط مستقیم پر چلا وہ صراط مستقیم جو تیرے صراط الذین انعمت علیھم   نبیوں، صدیقوں، شہیدوں، صالح بندوں کی راہ عمل ہے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس میدان میں بھی آکر وہ کونسی زندگی ہے جس کے اعمال دعوۃ کے اندر دنیا کو پیام امن و سعادت مل سکتا ہے؟

تقسیم مذاہب

دنیا میں جو آج بڑے بڑے مذاہب موجود ہیں وہ علم الاقوام کی تقسیم کے مطابق دو قسموں میں منقسم کیے جا سکتے ہیں، ایک سمیا طیقی سلسلہ ہے جس کے ماتحت یہودی اور مسیحی قومیں اب تک دنیا میں باقی ہیں۔ دوسرا آرین سلسلہ ہے جس سے گوتم بدھ اور ہندوستان کے تمام داعیان مذاہب وابستہ ہیں۔

پھر دنیا کے لیے اگر سب سے بڑا رسول یہودی مذہب کی تاریخ میں ہے تو وہ حضرۃ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور اُن کی پیدائش کو سب سے بڑا واقعہ قرار دیگی لیکن اگر اس نے ایسا کرنا چاہا تو اسے یہ سمجھنے کا حق حاصل ہے کہ حضرۃ موسیٰ علیہ السلام کے اعمال حیاۃ میں اپنے لیے پیام امن ڈھونڈھے حضرۃ موسیٰ کی حیاۃ

موسیٰ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مصر کی ایک جابر و ظالم گورنمنٹ
کے پنجۂ استبداد سے بنی اسرائیل کو نجات دلائی، اور اسے غلامی کی ناپاکی سے
نکال کر جو انسانیت کے لیے سب سے بڑی ناپاکی ہے، حکومت اور امن و عزت کی
طہارت تک پہنچا دیا۔

بلاشبہ انہوں نے اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل کی نسل کے لیے بڑا ہی مقدس
جہاد کیا، اور یہ انکا یادگار عالم اسوۂ حسنہ ہے جس کی دنیا کو تقدیس کرنی چاہیئے۔
لیکن سوال یہ ہے کہ انہوں نے تمام دنیا کے لیے کیا کیا؟ دنیا صرف بنی اسرائیل
ہی کا نام نہیں ہے۔ غیر الٰہی عبودیت کی زنجیریں صرف بنی اسرائیل ہی پاؤں میں
نہ تھیں۔ بلکہ کرۂ ارضی کی تمام آبادی کے پاؤں اس کے بوجھ سے زخمی تھے۔ پس
دنیا کے لیے وہی تلوار محبوب ہو سکتی ہے جو صرف فرعون کی ڈالی ہوئی زنجیروں
ہی کو نہ کاٹے، بلکہ دنیا کے تمام فرعونوں کے تخت غرور کو الٹ دے۔

انہوں نے صرف بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلائی، مگر تمام دنیا غلامی
سے نکلنے کی آرزومند ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام

دوسرا سب سے بڑا اسرائیلی مذہب مسیحی تحریک کا ہے۔ لیکن مسیحی دعوۃ کی
تعلیم ہمارے سامنے ہے۔ اس کے علاوہ مسیحیت سے منسوب قومیں جو کچھ کہیں گی، ہم

انھیں حضرت مسیح کے نام سے قبول نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیح نے کہا کہ میں صرف
توراۃ کو قائم کرنے آیا ہوں، خود کوئی نئی دعوت نہیں لایا۔ (متی ۵: ۱۷) انہوں نے
تصریح کی کہ میرا مشن صرف بنی اسرائیل کی اصلاح تک محدود ہے۔ نیز انہوں نے
غیر قوموں میں منادی کرنے سے روکا (۱)، اور ہمیشہ اپنے کاموں اور اپنی وصیتوں
میں اپنی تعلیم کو اسرائیل کے گھرانے تک ہی محدود رکھا۔ پس در اصل انہوں نے جو
کچھ بھی خدمت کرنی چاہیے، وہ محض بنی اسرائیل نامی ایک مسخ شدہ قوم کی
تھی۔ تمام دنیا کے لیے ان کے پاس کچھ نہ تھا۔

پھر ان کا ظہور اس وقت ہوا جب کہ روم کی ظالمانہ حکومت نے شام کے سبزہ
مرغزاروں کو روند ڈالا تھا، اور بت پرست قوموں کی جابر و مستبد گورنمنٹیں دنیا
کے بڑے حصے کو اپنا غلام بنائے ہوئے تھیں، لیکن انہوں نے نہ تو اس ظلم و طغیان
کے متعلق کچھ کہا، اور نہ اس سے کچھ تعرض کیا۔

پہلی صدی مسیحی کے بعد جس قدر مسیحی قومیں دنیا میں آباد ہوئیں، ان کو حضرت
مسیح کی تعلیم و دعوت سے کچھ تعلق نہ تھا، اور وہ سر تا سر یونان کے ایک تعلیم یافتہ
یہودی پولس کے مذہب کی پیرو تھیں۔ پولس نے تمام حواریان مسیح کے مذہب کے
خلاف غیر اسرائیلی انسانوں کو بپتسمہ دینا شروع کیا، اور اس طرح روم و یونان
کے مختلف جزیروں اور دیہاتوں میں ایک نیا گروہ پیدا کر لیا۔ پس اگر دنیا حضرت مسیح

کی طرف جھکنا چاہیگی، تو دنیا کو اُن کے کارنامۂ حیات کے لیے بمشکل ایک چوتھائی
صدی ہاتھ آئیگی جس کے اندر ان کے تربیت یافتہ حواریوں کے اعمال نظر آسکتے ہیں
اور چند سال فضائل و محاسن اخلاق کا کیسا ہی عمدہ نمونہ پیش کریں، لیکن انہیں
دنیا کے لیے کوئی عام پیام نجات نہیں ہو۔

پھر اس سے بھی قطع نظر کرو۔ نتائج کی بحث بعد کو آتی ہے، سب سے پہلے دعوۃ
اعلان، ادّعا، اور نفس تعلیم کا سوال ہے۔ دنیا حضرۃ مسیح کی یاد پر کیونکر قناعت
کرے جبکہ خود انہوں نے دنیا کے لیے کچھ نہ کیا، بلکہ ہمیشہ اسے ٹھکرایا، مردود کیا، اور
اسکے ساتھیوں کو، اُس کے دوستوں کو، اور اس سے رشتہ رکھنے والوں کو خدا کی
پادشاہت کی مہربانی سے محروم بتلایا؟ حتیٰ کہ ایک آخری فتویٰ دیدیا "تم خدا اور
دنیا دونوں کی خدمت نہیں کرسکتے" (متی ۶ : ۲۵) "اونٹ کا سوئی کے ناکے
سے نکل جانا اس سے آسان ہو کہ دولتمند خدا کی پادشاہت میں داخل ہو"

(متی ۱۹ : ۲۳)

اس سے بھی درگذر کرو، اور اس کی بہتر سے بہتر توجیہ جو کرسکتے ہو کرلو۔ نیز یوحنا
کی دعوۃ ہی کو حضرۃ مسیح علیہ السلام کی دعوۃ تسلیم کرلو، اور ان تمام قوموں کو جنہوں
نے مسیح کے نام پر بپتسما کا پانی اپنے اوپر چھڑکا، مسیحی دعوۃ کا پھل مان لو، لیکن پھر
بھی مسیحی تحریک کی پوری تاریخ کا کیا حال ہے؟ جب تک مسیحیت دنیا پر حکمراں

کے اندر اپنی خوشی کو ڈھونڈھتے ہے، تو اس کو انسان کی امن و سلامتی اور فطرۃ کی آزادی و سعادۃ کی جگہ قتل و غارت اور ہلاکت و غلامی کی یادگار کا جشن منانا پڑیگا۔ کیونکہ مسیحیت کے درخت کا صرف یہی پھل ہمارے سامنے ہے۔

پھر کیا دنیا اس کے لیے طیار ہے؟

یہ جو کچھ تھا مسیحی اقوام کی تاریخ قدیم کی بنا پر تھا، لیکن اگر اسپر گزشتہ صدیوں کے واقعات و نتائج کا بھی اضافہ کر دیا جاے جو اقوام یورپ کے اعمال تمدن سے وابستہ ہیں، تو دنیا کی مایوسی اور زیادہ درد انگیز ہو جائے۔

آرین سلسلہ

اس کے بعد مذاہب عالم میں آرین نسلوں کی دعوتیں ہمارے سامنے آتی ہیں لیکن افسوس کہ دنیا کے لیے ان کے پاس بھی کوئی پیام سعادت نہیں، عظیم الشان گوتم بدھ کی تمام تعالیم و وصایا کا ماحصل یہ بتلایا جاتا ہے کہ "نجات دنیا کے ساتھ رہ کر حاصل نہیں ہو سکتی"۔ پس دنیا کو جن لوگوں نے ٹھکرا دیا، دنیا ان کے پاس جا کر کیا سکھ حاصل کریگی؟ پھر اس نے جو کچھ بھی بتلایا اور سکھلایا ہو، لیکن قوموں اور ملکوں کے دائرہ ہی میں اس کی دعوۃ محدود رہی۔ ہندوستان میں اسے شکست ملی تو جاپان اور چین میں جا کر محدود ہو گئی۔ پس زمین اپنی اس مصیبت کے لیے جو رقبوں اور ملکوں میں محدود نہیں ہے عظیم الشان بدھ سے کیا حاصل

کر سکتی ہے؟

ہندوستان کے مذہبی ذخیرۂ تعلیمات اور اُن کی پُر اثر قدامت کی وقعت سے ہم انکار نہیں کر سکتے، تاہم دنیا کے لیے اُن کے بانیوں کی عظمت کے اندر کیا خوشی ہو سکتی ہے جب کہ کوہ ہمالہ کی دیواروں اور بحر عرب کی موجوں سے باہر بھی دنیا ہے، مگر ہندوستان کے مذہبی داعیوں نے صرف ہندوستان کے اندر بسنے والوں ہی کو اپنی ہدایتیں سپرد کیں۔

ولادت باسعادت

پس دنیا اگر اپنی نجات کے لیے بیچین ہے تو اُس کے لیے راحت اور تسکین کا پیام صرف ایک ہی ہے، اور صرف ایک ہی کی زندگی میں ہے۔ اسکا دکھ ایک ہی ہے، اس لیے اس کی شفا کے نسخے بھی ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ اسکا پروردگار ایک ہی ہے جو اپنے ایک ہی آفتاب کو اُس کے خشک و تر پر چمکاتا، اور ایک ہی طرح کی بدلیوں سے اُس کے آباد و ویرانہ کو شاداب کرتا ہے، پس اس کی ہدایت و رحمت کا آفتاب بھی ایک ہی ہے، اور گو بہت سے ستارے اُسکی روشنی سے اکتساب نور کرتے ہوں، مگر ان سب کا مرکز و مبدء نورانیت ایک ہی ہے:

قرآن حکیم نے آفتاب کو "سراج" کہا:

وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا (۷۸:۱۳) اور ہم نے آسمان میں سورج کے چراغ کو بڑا ہی روشن بنایا۔

اور اسیطرح اُس کے ظہور کو بھی "سراج" کہا جس کی ہدایت و رحمت کی
روشنی تمام کرۂ ارضی کی ظلمتوں کے لیے پیام صبح تھی:-

انا ارسلناك شاهدا ومبشرا   اے پیغمبر اسلام! ہم نے تمکو دنیا کے آگے حق
ونذیرا، وداعیا الی اللہ باذنہ   کی گواہی دینے والا، سعادت انسانیۃ کی
وسراجا منیرا۔   خوشخبری پھیلانے والا، اللہ کی طرف اُس کے
بندوں کو بلانے والا، اور دنیا کی تاریکیوں کے لیے ایک چراغ نورانی بنا کر بھیجا۔

پس تمام کرۂ ارضی کی روشنی کے لیے یہی ایک آفتاب ہدایت ہے جسکی عالم
تسخیر کرنوں کے اندر دنیا اپنی تمام تاریکیوں کے لیے نور بشارت پا سکتی ہے اور
اس لیے صرف وہی ایک ہے جس کے طلوع کے پہلے دن کو دنیا کبھی نہیں بھلا سکتی،
اور اگر اس نے بھلا دیا ہے تو وہ وقت دور نہیں جب اُسے کامل عشق و شیفتگی کے
ساتھ صرف اسی کے آگے جھکنا پڑیگا، اور اسی کو اپنا کعبۂ اُمید بنانا پڑیگا۔

عالمگیر پیام

اس مقدس پیدائش نے دنیا میں ظاہر ہو کر یہ نہیں کہا کہ میں صرف
بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلانے آیا ہوں، بلکہ اُس نے کہا کہ
تمام عالم انسانیت کو غیر الٰہی غلامیوں سے نجات دلانا میرا مقصد ظہور ہے۔ اسنے
صرف اسرائیل کے گھرانے کی گم شدہ رونق ہی سے عشق نہیں کیا، بلکہ تمام عالم

کی اُجڑی ہوئی بستی پر غمگینی کی، اور اُن کی دوبارہ رونق و آبادی کا اعلان کیا۔
اس نے اُس خدا کی محبتوں کی طرف دعوت نہیں دی جو صرف سینا کی چوٹیوں یا
ہمالہ کی گھاٹیوں میں بستا ہو، بلکہ اُس رب العالمین کی طرف بلایا جو تمام نظام
ہستی کا پروردگار ہے اور اس لیے تمام کائنات عالم کو اپنی طرف بلا رہا ہے۔ ہم کو
دنیا میں سکندر ملتا ہے جس نے تمام عالم کو فتح کرنا چاہا تھا، لیکن ہم دنیا کی
پوری تاریخ میں خدا کے کسی رسول کو نہیں پاتے جس نے تمام عالم کی ضلالتوں
اور تاریکیوں کے خلاف اعلان جہاد کیا ہو۔ اسکا صرف ایک ہی اعلان ہے جو آغاز
خلقت سے ابتک کیا گیا ہے۔ اور اس لیے اگر دنیا نسلوں، قوموں، اور رقبوں کا
نام نہیں ہے بلکہ مخلوقات الٰہی کی اُس پوری نسل کا نام ہے جو کرۂ ارضی کی پیٹھ پر
بستی ہے، تو وہ مجبور ہے کہ ہر طرف سے مایوسی کی نظریں ہٹا کر صرف اس ایک
ہی اعلان عام کے آگے جھک جائے اور صرف اسی کی پیدائش کے دن کو اپنی عمر کا
سب سے بڑا دن یقین کرے:۔

تبارک الذی نزل الفرقان کیا ہی پاک اور برکتوں کا سرچشمہ ہے ذات اُس کی
علی عبدہ لیکون للعالمین جس نے اپنے برگزیدہ بندہ پر الفرقان نازل کیا تاکہ
نذیرا (۲۵:۱)۔ وہ قوموں اور ملکوں ہی کے لیے نہیں بلکہ تمام عالموں
کی ضلالت کے لیے ڈرانے والا ہو!۔

دنیا میں جسقدر داعیان حق و صداقت کے اعلانات موجود ہیں، اگر دنیا
اُن کو بھلا دیگی، تو یہ صرف قوموں اور ملکوں کی سعادت کی فراموشی ہوگی کیونکہ
اس سے زیادہ انھوں نے کچھ نہ کہا۔ لیکن اگر ربیع الاول کو اس نے بھلا دیا، تو یہ
تمام کرۂ ارضی کی نجات کو بھلا دینا ہوگا، کیونکہ ربیع الاول کی رحمت کسی ایک
سرزمین کے لیے نہیں بلکہ تمام عالمین کے لیے تھی۔

قدوسیت کبریٰ

آں راز کہ در سینہ نہانست نہ وعظ است
بردار تواں گفت، بہ منبر نتواں گفت

عزیزانِ ملت ! ماہ ربیع الاول کا ورود تمہارے لیے جشن و مسرت کا ایک
پیغام عام ہوتا ہے۔ کیونکہ تم کو یاد آجاتا ہے کہ اسی مہینے کے ابتدائی ہفتوں میں خدا
کی رحمت عامّہ کا دنیا میں ظہور ہوا، اور اسلام کے داعی برحق کی پیدائش سے
دنیا کی دائمی غمگینیاں اور سرگشتگیاں ختم کی گئیں صلی اللہ علیہ و علی آلہ وصحبہ وسلم
تم خوشیوں اور مسرتوں کے ولولوں سے معمور ہو جاتے ہو، تمہارے اندر
خدا کے رسول برحق کی محبت و شیفتگی ایک بے خودانہ جوش و محویت پیدا کر دیتی ہے۔

تم اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اسی کی یاد میں، اسی کے تذکرہ میں، اور اسی کی محبت
کی لذت و سرور میں بسر کرنا چاہتے ہو!

تم اس کے ذکر و فکر کی مجلسیں منعقد کرتے ہو، ان کی آرائش و زینت میں
اپنی محنت و مشقت کی کمائی بے دریغ لٹاتے ہو، خوشبودار اور تر و تازہ پھولوں
کے گلدستے سجاتے ہو، کافوری شمعوں کے خوبصورت فانوس اور برقی روشنی
کے بکثرت کنول روشن کرتے ہو، عطر و گلاب کی مہک اور اگر کی بتیوں کا بخور
جب ایوان مجلس کو اچھی طرح معطر کر دیتا ہے، تو اسوقت مدح و ثنا کے زمزموں
اور درود و سلام کے مقدس ترانوں کے اندر اپنے محبوب و مطلوب مقدس کی
یاد کو ڈھونڈھتے ہو، اور بسا اوقات تمہاری آنکھوں کے آنسو اور تمہارے پُر محبت
دلوں کی آہیں اس کے اسم مبارک سے والہانہ عشق کرتیں اور اس کے عشق سے
حیات روحانی حاصل کرتی ہیں!

پس کیا مبارک ہیں وہ دل جنہوں نے اپنے عشق و شیفتگی کے لیے رب السماوات
والارض کے محبوب کو چُنا! اور کیا پاک و مطہر ہیں وہ زبانیں جو سید المرسلین و
رحمۃ للعالمین کی مدح و ثنا میں زمزمہ سنج ہوئیں!

مصلحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار
بگذارند و خم طرۂ یارے گیرند

انھوں نے اپنے عشق و شیفتگی کے لیے اُس کی محبوبیت کو دیکھا جس کو خود
خدا نے اپنی چاہتوں اور محبتوں سے ممتاز کیا، اور ان کی زبانوں نے اُسکی مدح و
ثنا کی جس کی مدح و ثنا میں خود خدا کی زبان اس کے ملائکہ اور قدوسیوں کی
زبان اور کائنات ارضی کی تمام پاک روحوں اور سعید ہستیوں کی زبان اُن کی
شریک و ہم نوا ہے: ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی، یا ایھا الذین
اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (۳۳: ۵۶)

کائنات ہستی کی محبوبیتہ اعلیٰ

بلاشبہ محبت نبوی اور عشق محمدی ﷺ کے یہ پاک ولولے اور یہ مخلصانہ ذوق
وشوق تمہاری زندگی کی سب سے زیادہ قیمتی متاع ہے، اور تم اپنے ان پاک
جذبات کی جتنی بھی حفاظت کرو کم ہے۔ تمہارا یہ عشق الٰہی ہے، تمہاری یہ محبت ربانی
ہے، تمہاری یہ شیفتگی انسانی سعادت اور راست بازی کا سرچشمہ ہے، تم اس وجود
مقدس و مطہر کی محبت رکھتے ہو جس کو تمام کائنات انسانی میں سے تمہارے
خدا نے ہر طرح کی محبوبیتوں اور ہر قسم کی محمودیتوں کے لیے چُن لیا، اور محبوبیتہ عالم
کا منصب اعلیٰ صرف اُسی کے وجود اقدس پر راست آیا۔ کرہ ارضی کی سطح پر نسانیت
کے لیے بڑی سے بڑی بات جو کہی جاسکتی ہے، زیادہ سے زیادہ عشق جو کیا جاسکتا ہے،
اعلیٰ سے اعلیٰ مدح و ثنا جو کی جاسکتی ہے، غرض کہ انسان کی زبان انسان کیلیئے

جو کچھ کہہ سکتی اور کر سکتی ہے وہ سب کا سب صرف اسی ایک انسان کامل اکمل کے
لیے ہی، اور اُسکا مستحق اس کے سوا کوئی نہیں:

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست
ہر جا کنیم سجدہ بداں آستاں رسد

ولله درّ ما قال

عباراتنا شتی وحسنك واحد — وکل الی ذاك الجمال یشیر

وحدہ لا شریک

خدا کی الوہیت و ربوبیت جس طرح وحدہ لاشریک ہی کہ کوئی ہستی اُس کی
شریک نہیں، اسی طرح اس انسان کامل کی انسانیۃ اعلیٰ اور عبدیت کبریٰ بھی
وحدہ لاشریک ہے، کیونکہ اُس کی انسانیت و عبدیت میں کوئی اُسکا ساجھی نہیں
اور اُس کے حسن و جمال فردانیت کا کوئی شریک نہیں:

منزہ عن شریك فی محاسنه
فجوهر الحسن فیه غیر منقسم

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں تم دیکھتے ہو کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام کا ذکر جہاں کہیں کیا گیا، وہاں اُن سب کو اُن کے ناموں سے پکارا ہے
اور اُن کے واقعات کا بھی ذکر کیا ہی تو اُن کے ناموں کے ساتھ کیا ہی لیکن اس

فرمایا: ینزل علیٰ "عبدہ" اٰیات۔ پس ان تمام مقامات میں آپ کا اسم گرامی نہیں لیا، بلکہ اس کی جگہ صرف "عبد" فرمایا۔ حالانکہ بعض دیگر انبیاء کے لیے اگر عبد کا لفظ فرمایا ہے تو اس کے ساتھ نام کی تصریح بھی کر دی ہے۔ سورۂ مریم میں حضرۃ ذکریا کے لیے فرمایا: ذکر رحمۃ ربک عبدہ ذکریا۔ سورۂ ص میں فرمایا: واذکر عبدنا داؤد۔ نیز: واذکر عبدنا ایوب

اس خصوصیت و امتیاز سے اسی حقیقت کو واضح کرنا مقصود الٰہی تھا کہ اس وجود گرامی کی عبدیت و بندگی اس درجۂ آخری اور مرتبۂ قصویٰ تک پہنچ چکی ہے جو انسانیۃ کی انتہا ہے اور جس میں اور کوئی عبد اس عبد کامل کا شریک و سہیم نہیں۔ پس عبدیۃ کا فرد کامل وہی ہے، اور اس لیے بغیر اضافت و نسبت کے صرف "عبد" کا لقب اُسکو ناموں اور علموں کی طرح پہچنوا دیتا ہے۔ کیونکہ تمام کائنات ہستی میں اُس کا سا کوئی عبد نہیں۔

پس یہ وہ تھا کہ اس کے صفات الٰہیہ کا یہ حال ہے، اُس کی انسانیۃ و عبدیۃ کی وحدۃ اس طرح فرمانفرمائے جمیع کائنات ہے، اس کی محبت و محبوبیت کا خود رب السماوات و الارض نے اعلان کیا اور اُس کی رحمت کو اپنی ربوبیت کی طرح تمام عالمین پر محیط کر دیا، اُس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات رافت و رحمت سے متصف فرمایا، پھر اگر اپنے آپ کو الرحمٰن الرحیم کہا تو اُسے بھی بالمومنین رؤف الرحیم

قرار دیا۔ اسکو تمام قرآن حکیم میں کبھی بھی نام لیکر نہ پکارا، بلکہ کبھی صدلے عزت سے نوازا کہ یا ایھا الرسول اور کبھی طرزِ محبت سے پکارا کہ یا ایھا المزمل! اسکے وجود کی عزت و عظمت کو اپنی عزت کی طرح اپنے بندوں پر فرض کر دیا اور جا بجا حکم دیا کہ تعزروہ و توقروہ (اس کی عزت کرو اور اسکی توقیر بجا لاؤ) پھر وہ کہ اس کی محبوبیتوں اور عظمتوں کا یہ حال تھا کہ اسکا وجود مقدس و اطہر تو بڑی چیز ہے وہ جس آبادی میں بسا اور جس شہر کی گلیوں میں چلا پھرا، اسکی عزت کو بھی خدا نے زمین و آسمان نے تمام عالم میں نمایاں کیا:

لا اقسم بھذا البلد ہم مکہ کی قسم کھاتے ہیں مگر اس لیے کہ تیرا وجود اس کی وانت حل بھذا البلد سرزمین میں رہا اور بسا ہے!

ومن مذھبی حب الدیار لاھلھا

وللناس فیما یعشقون مذاھب

پس جس کی قدوسیت و جبروتیت کا یہ مرتبہ ہو اس کی یاد میں جتنی گھڑیاں بھی کٹ جائیں اس کے عشق میں جتنے آنسو بھی بہہ جائیں اس کی محبت میں جتنی آہیں بھی نکل جائیں اور اس کی مدح و ثنا میں جسقدر بھی زبانیں زمزمہ پیرا ہوں، انسانیت کا حاصل، روح کی سعادت، دل کی طہارت، زندگی کی پاکی اور ربانیت و الہیت کی بادشاہی ہے۔ وللہ در ما قال:

ما خانہ رمیدگان ظلیم

پیغام خوش از دیارِ ما نیست

تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو، مگر تمھیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے! تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو، مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کے لیے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈھتے! تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو، مگر آہ، تمھارے اعمالِ حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے۔ تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال و آستین کو معطر کرنا چاہتے ہو، مگر آہ تمھاری غفلت کہ تمھاری عظمتِ اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کی مشامِ روح یکسر محروم ہے! کاش تمھاری مجلسیں تاریک ہوتیں، تمھارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب و زینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا، تمھاری آنکھیں رات بھر مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں، تمھاری زبانوں سے ماہ ربیع الاول کی ولادت کے لیے دنیا کچھ نہ سنتی، مگر تمھاری روح کی آبادی معمور رہتی، تمھاری دل کی بستی نہ اجڑتی، تمھارا طالعِ خفتہ بیدار ہوتا، اور تمھاری زبانوں سے نہیں مگر تمھارے اعمال کے اندر سے اسوۂ حسنۂ نبوی کی مدح و ثنا کے ترانے اٹھتے: فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور:-

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مرجائے   کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

پھر آہ وہ قوم، اور صد آہ اس قوم کی غفلت و نادانی، جس کیلیے ہر جشن و مسرت میں پیام ماتم ہے، اور جس کی حیات قومی کا ہر قہقہۂ عیش فغان حسرت ہو گیا ہے، مگر نہ تو ماضی کی غفلتوں میں اس کے لیے کوئی منظر عبرت ہے، نہ حال کے واقعات و حوادث میں کوئی پیام تنبیہ و ہوشیاری ہے۔ اور نہ مستقبل کی تاریکیوں میں زندگی کی کسی روشنی کو اپنے سامنے رکھتی ہے۔ اسے اپنی کامجوئیوں اور جشن و مسرت کی بزم آرائیوں سے مہلت نہیں، حالانکہ اس کے جشن و طرب کے ہر ورود میں ایک نیا پیام ماتم و عبرت بھی رکھدیا گیا ہے۔ بشرطیکہ آنکھیں دیکھیں، کان سنیں، اور دل کی دانائی غفلت و سرشاری نے چھین نہ لی ہو۔ وان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید!

ظہور و مقصد ظہور

ماہ ربیع الاول کی یاد میں ہمارے لیے جشن و مسرت کا پیام اس لیے تھا کہ اسی مہینہ میں خدا کا وہ فرمان رحمت دنیا میں آیا جس کے ظہور نے دنیا کی شقاوت و حرمانی کا موسم بدل دیا، ظلم و طغیان اور فساد و عصیان کی تاریکیاں مٹ گئیں، خدا اور اس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جڑ گیا، انسانی اخوت و مساوات کی یگانگت نے دشمنیوں اور کینوں کو نابود کر دیا، اور کلمۂ کفر و ضلالت کی جگہ کلمۂ حق و عدالت کی بادشاہت کا اعلان عام ہوا۔

قد جاءکم من الله نور۔ اللہ کی طرف سے تمہاری جانب ایک نور ہدایت اور
کتاب مبین یہدی بہ الله کتاب مبین آئی۔ اللہ اس کے ذریعہ اپنی رضا چاہنے
من اتبع رضوانہ سبل السلام والوں کو سلامتی اور زندگی کی راہوں پر ہدایت فرماتا
اور اُن کے آگے صراط مستقیم کو کھولتا ہے۔

لیکن دنیا شقاوت و حرمانی کے درد سے پھر دکھیا ہوگئی، انسانی شر و فساد
اور ظلم و طغیان کی تاریکی خدا کی روشنی پر غالب ہونے کے لیے پھیل گئی، سچائی اور
راستبازی کی کھیتیوں نے پامالی پائی، اور انسانوں کے بے راہ گلہ کا کوئی
رکھوالا نہ رہا۔ خدا کی وہ زمین جو صرف خدا ہی کے لیے تھی، غیروں کو دیدی گئی اور
اُس کے کلمہ حق و عدل کے غمگساروں اور ساتھیوں سے اُسکی سطح خالی ہوگئی۔
ظہر الفساد فی البر والبحر زمین کی خشکی اور تری دونوں میں انسان کی پیدا کی ہوئی
بما کسبت ایدی الناس! شرارتوں سے فساد پھیل گیا اور زمین کی صلاح و فلاح
غارت ہوگئی۔

پھر آہ! تم اس کے آنے کی خوشیاں تو مناتے ہو، پر اُس کے ظہور کے
مقصد سے غافل ہوگئے ہو۔ اور وہ جس غرض کے لیے آیا تھا، اُس کے لیے تمہارے
اندر کوئی تپش اور بیچینی نہیں۔

یہ ماہ ربیع الاول اگر تمہارے لیے خوشیوں کی بہار ہے تو صرف اس لیے کہ

اسی مہینہ میں دنیا کی خزانِ ضلالت ختم ہوئی اور کلمۂ حق کا موسم ربیع شروع ہوا پھر اگر آج دنیا کی عدالت سموم ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے تو اے غفلت پرستو! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ بہار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے۔

آتشیں شریعت

اس موسم کی خوشیاں اس لیے تھیں کہ اسی میں اللہ کی عدالت کی وہ "آتشیں شریعت" کوہ فاران پر نمودار ہوئی جس کی سعیر کی چوٹیوں پر صاحب تورات کو خبر دی گئی تھی، اور جو مظلومی کے آنسو بہانے، مسکینی کی آہیں نکالنے ذلت و نامرادی سے ٹھکرائے جانے کے لیے دنیا میں نہیں آئی تھی، بلکہ اس لیے آئی تھی کہ اعدائے حق و عدالت ناکامی کے آنسو بہائیں، دشمنانِ الٰہی مسکینی کیلئے چھوڑ دیے جائیں، ضلالت و شقاوت نامرادی و ناکامی کی ذلت سے ٹھکرائی جائے، اور سچائی و راستی کا عرش عظمت و اجلال نصرۃ الٰہی کی کامرانیوں و اقبال و فیروزی کی فتحمندیوں کے ساتھ تمام کائنات ارضی میں اپنی جبروتیت و قدوسیت کا اعلان کرے۔ پس وہ اللہ کے ہاتھ کی چمکائی ہوئی ایک تلوار تھی جس کی ہیبت و قہاریت نے باطل پرستی کی تمام طاقتوں کو لرزا دیا اور کلمۂ حق کی بادشاہت اور دائمی فتح کی دنیا کو بشارت سنائی۔

هو الذی ارسل — وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو دنیا کی سعادت کے
رسولہ بالھدی — قیام او ضلالت کی مقہوریت کے لیے دین حق کے ساتھ
ودین الحق لیظہرہ — بھیجا تاکہ وہ تمام دینوں پر اسے غالب کر دے پس اس کی
علی الدین کلہ — حقانیت کی طاقت ہی آخر میں آئی اور عام فتح پانیوالی
ولو کرہ المشرکون — ہو اگرچہ مشرکوں پر ایسا ہونا بہت ہی شاق گذرے۔

وہ ذلت کا زخم نہ تھا بلکہ نامرادی کا زخم لگانے والا ہات تھا، وہ مظلومی
کی تڑپ نہ تھی بلکہ ظلم کو تڑپانے والی شمشیر تھی، وہ مسکینی کی بیقراری نہ تھی بلکہ
دنیا کو بیقرار کرنے والوں نے اس سے بیقراری پائی، وہ درد و کرب کی کروٹ
نہ تھی بلکہ درد و کرب میں مبتلا کرنیوالوں کو اس سے بے چینی کا بستر ملا۔ وہ جو کچھ
لایا اس میں غمگینی کی چیخ نہ تھی، ماتم کی آہ نہ تھی، ناتوانی کی بے بسی نہ تھی، اور حسرت
و مایوسی کا آنسو نہ تھا، بلکہ یکسر شادمانی کا غلغلہ تھا، جشن و مراد کی بشارت تھی،
کامیابی و عیش فزائی کی بہار تھی، طاقت اور فرمان فرمائی کا اقبال تھا، امید اور
یقین کا خندۂ عیش تھا، زندگی اور فیروزمندی کا پیکر و تمثال تھا، فتح مندی کی
ہمیشگی تھی، اور نصرۃ و کامرانی کی دائمی

ان الذین قالوا ربنا اللہ — اللہ کے وہ صالح بندے جنھوں نے دنیا کی تمام طاقتوں
ثم استقاموا تتنزل علیہم — سے کٹ کر کہا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے اور اسکے سوا کوئی

ولاتہنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین
نہ ہراساں ہوا ور نہ غمگین ہو، تمہیں سب پر غالب آنے والے ہو اگر تم سچے مومن ہو۔

الاان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔
یاد رکھو کہ جو لوگ اللہ کے دوست اور اس کے چاہنے والے ہیں، اُنکے لیے نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ کبھی وہ غمگین ہوں گے۔

استبدال نعمت

لیکن آج جب کہ تم عید میلاد کی مجلسیں منعقد کرتے ہو، تو تمہارا کیا حال ہے؟ وہ تمہاری دولت کہاں ہے جو تمہیں دی گئی تھی؟ وہ تمہاری نعمت کامرانی کدھر گئی جو تمہیں سونپی گئی تھی؟ وہ تمہاری روح حیات کیوں تمہیں چھوڑ کر چلی گئی، جو تم میں پھونکی گئی تھی؟ آہ! تمہارا خدا تم سے کیوں روٹھ گیا؟ اور تمہارے آقا نے کیوں تم کو صرف اپنی ہی غلامی کے لیے نہ رکھا؟ کیا ربیع الاول کے آنے والے نے خدا کا وعدہ نہیں پہنچایا تھا کہ عزت صرف تمہارے ہی لیے ہے؟ اور اس دولت کا اب زمین پر تمہارے سوا کوئی وارث نہیں؟

ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لایعلمون۔
عزۃ اللہ کے لیے ہے، اس کے رسول کے لیے، اور مومنوں کے لئے لیکن جن کے دل نفاق سے کھوے گئے وہ اس حقیقت کو نہیں جانتے

پھر یہ کیا انقلاب ہے کہ تم ذلّت کے لیے چھوڑ دیے گئے ہو، اور عزت نے تم سے
منہ چھپا لیا ہے؟ کیا خدا کا وعدۂ نصرۃ تم تک نہیں پہنچایا گیا تھا کہ:
وکان حقا علینا نصر مسلمانوں کو نصرۃ اور فتح دینا ہمارے لیے ضروری ہے
المومنین (۳۰: ۴۷) یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا کہ ہم غیروں کو فتحیاب کریں اور
مومن ناکام رہ جائیں۔

پھر یہ کیوں ہے کہ تم نے کامیابی نہ پائی اور کام و مراد نے تمھارا ساتھ چھوڑ دیا
کیا خدا کا وعدہ سچا نہ تھا؟ اور کیا وہ اپنے قول کا پکا نہیں؟ تم جو انسانوں کے وعدوں
پر ایمان رکھتے اور اُن کے حکموں کے آگے گرنا جانتے ہو، خدا کے وعدۂ لا یخلف
المیعاد کے لیے اپنے اندر ایمان کی کوئی صدا نہیں پاتے؟ آہ! نہ تو اُسکا وعدہ
جھوٹا تھا اور نہ اُس نے اپنا رشتہ توڑا، مگر تم ہی ہو، تمھاری ہی محرومی و بیوفائی
ہے، تمھارے ہی ایمان کی موت اور راستی کی حرمانی ہے، جس نے اپنے پیمان وفا
کو توڑا اور خدا کے مقدس رشتہ کی عزت کو اپنی غفلت و بداعمالی اور غیروں کی پرستش
و بندگی سے بٹہ لگایا:

ذلک بان اللہ لم یک مغیرا
نعمۃ انعمہا علی قوم حتی
یغیروا ما بانفسہم وان اللہ

اس لیے کہ خدا کبھی کسی قوم کی نعمت کو محرومی
سے نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود ہی اپنے
اندر تبدیلی نہ کر دے اور وہ اپنے بندوں کے لیے

طوق انھوں نے اپنی گردنوں میں پہن رکھے ہیں ان کے بوجھ سے رہائی بخشے۔

اُسنے کہا کہ اطاعت صرف ایک ہی کی ہے اور حکم و فرمان صرف ایک ہی کے لیے سزاوار ہے:-

اِنِ الحُکمُ اِلّا لِلّٰہ۔ حکم و طاقت کسی کے لیے نہیں ہے مگر صرف اللہ کے لیے۔!

اس نے سب سے پہلے انسان کو اُس کی چھنی ہوئی آزادی و حریت اُسے دلائی اور کہا کہ مومن نہ تو بادشاہوں کی غلامی کے لیے ہے نہ کاہنوں کی اطاعت کے لیے نہ کسی اور انسانی طاقت کے آگے جھکنے کے لیے بلکہ اُس کے سر کے لیے ایک ہی چوکھٹ اُس کے دل کے لیے ایک ہی عشق اُس کے پاؤں کے لیے ایک ہی زنجیر اور اُس کی گردن کے لیے ایک ہی طوق اطاعت ہے۔ وہ جھکتا ہے تو اُسی کے آگے، روتا ہے تو اُسی کے لیے اعتماد کرتا ہے تو اُسی کی ذات پر ڈرتا اور لرزتا ہے تو اُسی کی ہیبت سے امید کرتا ہے تو اُسی کی رحمت پر۔ وہ مشرک نہیں ہے کہ خدا کی طرح انسانوں کو بھی ہیبت اور قہاریت کی صفت بخشے۔

ارباب متفرقون خیر   پرستش اور غلامی کے لیے کئی اک معبود بنا لینا اچھا یا

ام اللہ الواحد القہار؟   ایک ہی خدائے واحد و قہار کا ہو رہنا؟ یہ جو تم نے اپنی

ما تعبدون من دونہ   بندگی کے لیے بہت سی چوکھٹیں بنا رکھی ہیں تو بتلاؤ؟

الا اسماء سمیتموھا انتم   کہ ان کی ہستی بجز اس کے کیا ہے کہ چند وہم ساز نام ہیں جو

وابا وکم ما انزل اللہ بھا من سلطان۔ ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون

تم نے اور تمہارے بڑوں نے اپنی گمراہی سے گڑھ لیے اور مدت کی ضلالت و رسم پرستی نے ان کے اندر مصنوعی ہیبت و مرعوبیت پیدا کردی۔ حالانکہ خدا نے نہ تو ان کے اندر کوئی طاقت رکھی اور نہ ان کی معبودیت و محبوبیت کے لیے کوئی حکم اتارا۔ یقین کرو کہ تمہاری غلامی کے یہ تمام مصنوعی بت کچھ بھی نہیں ہیں۔ حکم و سلطانی، دنیا میں نہیں ہے مگر صرف اللہ کے لیے، اس نے حکم دیا کہ پرستش نہ کرو مگر صرف اسی کی۔ یہی انسان کی فطرۃ صالحہ کی راہ ہے اور اس لیے یہی دین قیم ہے۔

اور دیکھو کہ اس نے انسان کی حریت صادقہ و آزادی حق کو کس طرح مثالوں کی دانائی میں سمجھایا :-

ضرب اللہ مثلا: عبدا مملوکا لا یقدر علی شیء ومن رزقناہ منا رزقا حسنا فھو ینفق منہ سرا وجھرا، ھل یستوون؟ (۱۶:۷۵)

اللہ ایک مثال دیتا ہے۔ یوں فرض کرو کہ ایک شخص ہے جو کسی دوسرے انسان کا غلام ہے۔ خود اسے کوئی اختیار حاصل نہیں۔ وہ اپنی کسی چیز پر باوجودیکہ اسی کی ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا اور صرف اپنے آقا کے حکموں کا بندہ ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا آزاد و خود مختار انسان ہے جس پر کسی انسان کی حکومت نہیں۔ اسے اپنی ہر چیز پر قدرت و اختیار حاصل ہے اور

جو کچھ خدا نے دیا ہے وہ اُسے ظاہر و پوشیدہ، جس طرح چاہتا ہے بے دھڑک خرچ
کرتا ہے، تو کیا یہ دونوں آدمی ایک ہی طرح کے ہوئے؟ کیا دونوں کی حالت میں
کوئی فرق نہیں؟ اگر فرق ہے تو پھر وہ کہ اُسکا مالک صرف خدا ہی ہے، اور وہ کہ اُسکے
گلے میں انسانوں کی اطاعت کے طوق پڑے ہوئے ہیں، دونوں ایک طرح کے
کیسے ہو سکتے ہیں۔

پس اگر ربیع الاول کا مہینہ دنیا کے لیے خوشی و مسرت کا مہینہ تھا تو صرف
اس لیے کہ اسی مہینہ میں دنیا کا وہ سب سے بڑا انسان آیا جس نے مسلمانوں کو اُنکی
سب سے بڑی نعمت یعنی خدا کی بندگی اور انسانوں کی آقائی" عطا فرمائی، اور اُسکو
اللہ کی خلافت و نیابت کا لقب دیکر خدا کی ایک پاک و محترم امانت ٹھہرایا۔ پس
ربیع الاول انسانی حریت کی پیدائش کا مہینہ ہے، غلامی کی موت اور ہلاکت کی
یادگار ہے، خلافت الٰہی کی بخشش کا اولین یوم ہے، وراثت ارضی کی تقسیم کا اولین اعلان
ہے۔ اسی ماہ میں کلمۂ حق و عدل زندہ ہوا، اور اسی میں کلمۂ ظلم و فساد اور کفر و ضلالت
کی لعنت سے خدا کی زمین کو نجات ملی۔

لیکن آہ تم کہ اس ماہ حریت کے ورود کی خوشیاں مناتے ہو، اور اُس کے
لیے ایسی طیاریاں کرتے ہو، گویا وہ تمہارے ہی لیے اور تمہاری ہی خوشیوں کے
لیے آیا ہے، خدارا مجھے بتلاؤ کہ تم کو اس پاک اور مقدس یادگار کی خوشی منانے کا کیا

معنوی کے عطیہ اور کامرانی اور فیروزمندی کی خسروی و ملوکی کے لیے آیا تھا۔ لیکن آہ
غفلت کی نیرنگی اور انقلاب کی بوقلمونی! ماسوی اللہ کی عبودیت کی زنجیریں پاؤں
میں ہیں، انسانوں کی ملوکیت و مرعوبیت کے حلقے گردنوں میں، ایمان باللہ کے ثبات
سے دل خالی، اور اعمال حقہ وحسنہ کی روشنی سے روح محروم: ان سامانوں اور
طیاریوں کے ساتھ تم مستعد ہوئے ہو کہ ربیع الاول کے آنے والے کی یادگار جشن
مناؤ، جس کا آنا خدا کی عبودیت کی فتح، غیر الٰہی عبودیت کی ہلاکت، حریت صادقہ
کا اعلان حق، عدالت حقہ کی ملوکیت کی بشارت، اور اُمتہ عادلہ وقائمہ کے تمکن و
قیام کی بنیاد تھا! فمال ھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا!

پس اے غفلت شعاران ملت! تمہاری غفلت پر صد فغان و حسرت، اور تمہاری
سرشاریوں پر صد ہزار نالہ و بکا، اگر تم اس ماہ مبارک کی اصلی عظمت و حقیقت سے
بیخبر ہو اور صرف زبانوں کے ترانوں، در و دیوار کی آرائشوں، اور روشنی کی قندیلوں
ہی میں اس کے مقصد و یادگاری کو گم کر دو۔ تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ماہ مبارک امتہ
مسلمہ کی بنیاد کا پہلا دن ہے، خداوندی بادشاہت کے قیام کا اولیں اعلان ہے،
خلافت ارضی و وراثت الٰہی کی بخشش کا سب سے پہلا مہینہ ہے۔ پس اس کے آنے کی خوشی
اور اس کے تذکرہ اور یاد کی لذت ہر اس شخص کی روح پر حرام ہے جو اپنے ایمان اور
عمل کے اندر اس پیغام الٰہی کی تعمیل و اطاعت اور اس اسوۂ حسنہ کی پیروی و تاسی کے

لیے کوئی نمونہ نہیں رکھتا

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک
الذین ھدٰھم اللہ و اولئک ھم اولوا الالباب !

افسانۂ وصال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق؟

کیا مسلمانوں کے لیے ابھی تک اسکا وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور اُسکے کلمۂ حق کے لیے انکے اندر درد اور شکستگی پیدا ہو، اور وہ اپنے پروردگار کے آگے جھک جائیں!؟

افسانۂ ہجر و وصال

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

میری مراد

کیا دنیا میں جس طرح بہار و خزاں کے موسم آتے ہیں، ربیع و خریف کی ہوائیں چلتی ہیں اور جاڑے اور گرمیوں کا سورج بدلتا ہے، اسی طرح دلوں کی شورشوں کا بھی کوئی موسم ہے؟ روحوں کی بیقراری کی بھی کوئی فصل ہے؟ دیوانگی اور سراسیمگی کا بھی کوئی

وقت ہی جس کی ہوائیں چلتی ہیں اور جن کے بادل نمودار ہوتے ہیں؟ میں نہیں جانتا
کہ ایسا ہو۔ مگر میں پاتا ہوں کہ میرے دل کی دیوانگی ٹھہر ٹھہر کے اٹھتی اور میری
روح کی شورش گذرگذر کے لوٹتی ہے میں کچھ عرصہ سے اس دریا کی مانند جو اتر گیا ہو
چپ تھا، لیکن آج اس سمندر کی مانند جس کی تہ سے موجیں جوش مار رہی ہوں،
پھر آہوں سے بھر گیا ہوں، فریادوں سے معمور ہو گیا ہوں، شورشوں سے لبریز ہوں،
اور دیوانگیوں کے سرجوش سے میرا ساغر ضبط چھلک گیا ہی۔ آج مجھے پھر اس
خاک کی تلاش ہی جس کو اپنے سر و چہرہ پر اوڑا سکوں، پھر ان کانٹوں کی جستجو ہی جن کو
اپنے دل و جگر میں چبھو سکوں۔ میں دیوانوں کا متلاشی ہوں اور مجھے بیماروں
کی بستی کی ضرورت ہی۔ میں ہوشیاری سے اکتا گیا اور تندرستی نے مجھے عاجز
کر دیا۔ آہ، میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے روؤں اور جسقدر چیخ چیخ کے نالہ و فریاد
کر سکتا ہوں، کرتا رہوں۔ میری چیخیں تمہارے عیش و نشاط کو مکدر کر دیں، میرا نالہ و
بکا تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنا دے، میری آہوں سے تمہارے دلوں میں
ناسور پڑ جائیں، میری شورش غم سے تمہارے چہروں کی مسکراہٹ معدوم ہو جائے
میں تم کو غم و ماتم سے بھر دوں۔ میں تم کو درد و حسرت کا پتلہ بنا دوں۔ تمہاری
آنکھیں ندیوں کی طرح بہہ جائیں، تمہارا دل تنور کی طرح بھڑک اٹھے، تمہاری زبانیں
دیوانوں کی طرح چیخ اٹھیں، اور تمہاری غفلت عیش اور بیدردی نشاط کی وہ بستی

جہدتوں سے برابر آباد چلی آتی ہے اس طرح اُجڑ جائے کہ پھر کبھی آباد نہو۔

روی بازارِ مراد امروز عشرتی بابنت
دیدۂ تری فروشم دامنِ تری خرم

مُردوں کی بستی

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی نیند اگر موت کی نیند نہ ہو تو کبھی نہ کبھی
ضرور ختم ہوتی ہے، اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ سونے والا کبھی نہ جاگے۔ پھر بعضوں
کی نیند ایسی ہوتی ہیں کہ اک ذرا سی آواز انکو جگا دینے کے لیے کافی ہوتی ہے۔
بعض کی اتنے سخت ہوتی ہیں تو ان کے لیے چیخنے اور شور مچانے کی ضرورت
ہوتی ہے۔ بعض اتنے بھی زیادہ غفلت کی نیند سونے والے ہوتے ہیں تو انکو جھنجھوڑ
نے اور ہلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر سونیوالے کے جاگ اُٹھنے کے لیے یہ بھی بیکار
ہو تو پھر ایسا تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ بھونچال آجائے آتش فشاں پہاڑ پھٹ اُٹھیں،
پہاڑوں کے ٹکرانے کے دھماکوں سے کان کے پردے ریزہ ریزہ ہو جائیں اور پھر
بھی نیند کے متوالے آنکھیں نہ کھولیں۔

سو یقین کرو کہ خدا کا بھی اپنے بندوں کے ساتھ ایسا ہی حال ہے۔ اس کی
صدائیں اُٹھتی ہیں تا کہ غفلت کے سرشار آنکھیں کھولیں۔ اگر اسپر بھی وہ کروٹ نہیں
لیتے، تو ہر طرف شور و غل مچنے لگتا ہے تا کہ سونے والوں کی نیند ٹوٹے۔ اگر اسپر بھی

نیند نہیں ٹوٹتی تو ہاتف نمودار ہوتے ہیں اور وہ جھنجوڑ جھنجوڑ کے اٹھاتے ہیں کہ صبح
آگئی اور آفتاب کی کرنیں دیواروں سے اتر کر صحنوں اور میدانوں میں پھیل گئیں
اب بھی اٹھ جاؤ اور اس دن کو اپنے ہاتھ سے نہ کھو دو جو جاکر پھر واپس نہیں آئیگا
لیکن، آہ، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس جھنجوڑنے پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور نیند
کے متوالے کروٹ نہیں لیتے تو پھر دھماکے ہوتے ہیں، زلزلے آتے ہیں زمینیں پھٹنے
لگتی ہیں، پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں۔ اور صداؤں اور آوازوں کی
ہولناکیوں سے تمام دنیا بھر جاتی ہے۔ سو یہ بھی سب کچھ اسی لیے ہوتا ہے تاکہ کسی
طرح انسان جاگے اور اب بھی آنکھیں کھول دے۔ اگر اس پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں تو پھر
خدا کا فرشتہ پکار اٹھتا ہے کہ۔

اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون — یہ زندوں کی آبادی نہیں بلکہ مردوں کی بستی ہے۔ وہ اٹھنے اور اٹھائے جانے کی گھڑی سے بالکل غافل پڑے ہیں

انتہائی غفلت و سرشاری

پس تنبیہ اور ہوشیاری کی تمام تدبیریں ہو چکیں، اور ایک سوئے ہوئے
کو جگانے کے لیے جو کچھ کیا جا سکتا ہے، وہ سب کچھ کیا جا چکا، پر افسوس کہ تمہاری
آنکھیں اب تک بند ہیں، تمہاری غفلت کا نشہ کسی طرح نہیں اترتا، اور تمہاری موت
کی نیند کسی طرح بھی نہیں ٹوٹتی۔ دنیا میں انسان کے لیے عقل و بصیرت ہی عقلا کی

دانائیاں ہیں، دانایوں کی ہدایتیں ہیں، واعظوں کے وعظ ہیں، خدا کے مقدس
فرشتے ہیں اور رسولوں کی بتلائی ہوئی تعلیمات ہیں، پھر حوادث و تغیرات ہیں،
انقلابات و تبدلات ہیں، آثار و علائم ہیں، استنباط و استشہاد ہے، لیکن آہ، وہ قوم
جس کی غفلت کے لیے یہ سب کچھ بیکار ہے! نہ تو دنیا کے گزرتے ہوئے واقعات
میں اس کے لیے کوئی اثر ہے، نہ حال کے حوادث و تغیرات میں اس کے لیے کوئی پیغام
ہے، نہ اللہ کے کلام سے ڈرتی اور کانپتی ہے اور نہ بندوں کی ہدایتوں سے عبرت
پکڑتی ہے۔

وما تاتیھم من آیات ربھم الا کانوا عنھا معرضین (٦ : ٤) — اللہ کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی بھی ایسی آئی جس کو دیکھ کر انھوں نے عبرت پکڑی ہو اور غفلت و سرکشی سے باز آگئے ہوں۔

بلکہ بسا اوقات ایسا نظر آتا ہے کہ جس قدر عبرت کی صدائیں جگانا چاہتی ہیں،
اتنی ہی اس کی نیند زیادہ گہری ہوتی جاتی ہے:۔

ولقد جاءھم من الانباء ما فیہ مزدجر حکمۃ بالغۃ فما تغن النذر (:) — اور بلاشبہ ان کے پاس ایسی خبریں آچکی ہیں جنہیں بڑی ہی تنبیہ اور ہوشیاری ہے اور بہت ہی بڑی گہری حکمت و دانائی، پر افسوس کہ حوادث و انقلاب
کی یہ خداوندی ہدایت بھی ان کی بیداری کے لیے کافی نہ ہوئی۔

تاریخ عالم میں عبرت و بصیرت

دنیا میں سب سے پہلے انسان کے آگے تاریخ یعنی دنیا کے گذرے ہوئے واقعات آتے ہیں، اور انھیں سے انسان تجربہ کی دانائی اور بصیرت حاصل کرتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ ہمیشہ ایک ہی طرح کے واقعات ظاہر ہوے، ایک ہی طرح کے اعلانات کیئے گئے، ایک ہی طرح کی حالتیں طاری ہوئیں، اور ایک ہی طرح کے نتیجے نکلے، پس تجربہ اور استقرا، اسے بتلا دیتا ہے کہ اب بھی ہمیشہ جب کبھی ویسی حالتیں پیدا ہونگی تو ویسے ہی نتائج نکلیں گے، اور اگر آگ کے شعلوں نے ہمیشہ انسان کے جسم کو دکھ دیا ہے تو ایسا کبھی نہ ہوگا کہ آگ کے شعلوں میں کود کر کوئی ٹھنڈک پائے۔

اسباب ہلاکت

سو اگر تمھاری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی۔ بے روح لاش کی نیند ہوتی تو تمھارے جاگنے کے لیے تاریخ کی آواز بس کرتی تھی۔ تمھارے آگے نوع بشری کی پوری تاریخ موجود ہے۔ ہزاروں ملکوں اور قوموں کے تجربے موجود ہیں، ہزاروں آثار و اطلال ہیں، اور زمین کے صدہا گوشے گذرے ہوؤں کی عمارتوں سے اور مٹے ہوؤں کے کھنڈروں سے رکے ہوئے ہیں، تو تم ان سب کے پاس جاؤ، اور ان سب سے پوچھ دیکھو کہ دنیا میں کوئی قوم بھی معصیت کر کے زندہ رہی ہے، اور انسانوں کا کوئی گروہ بھی خدا سے بھاگ کر بچ سکا ہے، کبھی ایسا ہوا ہے کہ خدا کے قانونوں پر چلکر قومیں تباہ

تو پھر خود تمہاری آنکھوں کے سامنے گذرنے والے حوادث و تغیرات ہیں اور ان کی تنبیہ
سب سے زیادہ چیخنے والی اور سب سے زیادہ دلوں کے اندر گھر کر جانے والی ہے۔

اولا یرون انھم یفتنون — آیا نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہیں گذرتا کہ ایک بار
فی کل عام مرۃ او مرتین — یا دو بار وہ بلاؤں میں ڈالے جاتے ہوں پھر بھی ان کی
ثم لا یتوبون ولا ھم یذکرون — غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ مصیبتوں
سے نصیحت پکڑتے ہیں!

اور اگر وہ تمام حوادث و تغیرات جن سے تمہاری زندگی کا ہر سال اور ہر ماہ بلکہ
ہر طلوع و غروب معمور تھا، تمہارے سمجھنے اور بیدار ہو جانے کے لیے کافی نہ تھے تو آہ
کیا خدائے قدوس کی وہ سب سے آخری کڑک اور اس کے قانون تعذیب امم کی وہ
سب سے زیادہ کپکپا دینے والی اور عقلوں اور ہوشوں کو مبہوت کر دینے والی گرج
بھی تمہیں نہیں جگاتی، جس کے زلزلہ انگیز دھاکوں سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل گئیں
اور قریب ہے کہ زمین دھنس جائے اور سمندروں سے مچھلیاں رونے اور ماتم کرنے
کے لیے ابھر آئیں؟

کلا، والقمر، واللیل اذ ادبر — بیشک چاند جب کہ نکل آیا، رات جبکہ ختم ہو گئی، اور دن جبکہ
والصبح اذا اسفر، انھا لاحدی — روشن ہو گیا کہ یہ حادثہ بڑے بڑے انقلابات میں
الکبر، نذیرا للبشر لمن شاء — سے ایک بڑا ہی انقلاب ہے اور غافل انسان کی غفلتوں

ہونگا، یہانتک کہ خدا کی جگہ اُس کا آخری عذاب اُتریگا اور تمکو دردناکیوں اور سختیوں کی بشارت دیگا۔

یوم یرون الملآئکۃ لا بشریٰ یومئذ للمجرمین — جس دن اللہ کے فرشتے نظر آئیں گے تو اس دن مجرموں کے لیئے کوئی بشارت نہوگی کہ وہ صالحوں کیطرح اُس کا انتظار کریں۔ (۲۵:۲۴)۔

ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہی اور ہمیشہ اس دن کے منتظر رہنے والوں نے اپنے انتظار کا ایسا ہی جواب پایا ہے:

فھل ینتظرون الا مثل ایام الذین خلوا من قبلھم قل فانتظروا انی معکم من المنتظرین (:)۔ — پس کیا یہ لوگ بھی ویسے ہی دنوں کے منتظر ہیں جیسے ان سے پہلے قوموں پر آ چکے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو کہدو کہ اچھا انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنیوالوں میں ہوں!

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

آنکھیں دیکھنے کے لیے ہیں، کان سُننے کے لیے ہیں اور دل پہلو میں رکھا گیا ہے تاکہ تڑپے اور بیقرار رہو۔ لیکن وہ سب کچھ تمہارے لیے بیکار ہو گیا ہی جس کو آنکھ دیکھتی ہی اور وہ سب آوازیں بے اثر ہو گئی ہیں جو کانوں نے سنائی دیتی ہیں، اور وہ تمام فکریں اور عبرتیں ڈوب گئی ہیں جنسے دل تڑپتے اور روحیں بیقرار ہوتی ہیں جس کچھ

کیا جائے لاحاصل ہے، اور جو کچھ کہا جائے بیکار ہے۔ آہ تم غافل ہو گئے ہو، تم پر موت کا پنجہ
چل گیا ہے، تم گمراہی کے قبضہ میں آگئے، تمہارے احساس فنا ہو گئے، اور تمہارے دل کی
دانائی مٹ دی گئی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ایسا تھا
کہ اندھے بینا ہو جاتے، لنگڑے چلنے لگتے، گونگوں کی چیخ سے دنیا ہل جاتی، اور
بزدلوں کے ہاتھ شیروں کے پنجوں کی طرح طاقتور ہو جاتے۔ آہ، تمہاری غفلت سے
کہ آج تک دنیا میں کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوئی، اور تمہاری نیند کی سنگینی کے
پتھروں کے دل چھوٹ گئے۔ آہ، تم ایسے نہ تھے، پھر تم ان لوگوں کی طرح کیوں
ہو گئے جن کے لیے خدا کا رسول ماتم کرتا تھا؟

لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم — ان کے پاس دل ہیں مگر سوچتے نہیں، ان کے پاس
أعين لا يبصرون بها ولهم آذان — آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں، ان کے پاس کان ہیں مگر
لا يسمعون بها أولئك كالأنعام — سنتے نہیں، وہ مثل چارپایوں کے ہو گئے بلکہ ان سے
بل هم أضل أولئك هم الغافلون — بھی بدتر، اور یہی ہیں کہ غفلت میں ڈوب گئے ہیں!!

(۱۷۸:

انتہائی ضلالت

آہ، کوئی نہیں، سب گمراہ ہو گئے، سب نکمے نکلے، سب غافل ہو گئے، سب
پر موت چھا گئی، سب نے ایک ہی طرح کی ہلاکت پائی، سب ایک ہی طرح کی

تباہیوں پر لوٹے، سب نے خدا کو چھوڑ دیا، سب نے اُس کے عشق سے منہ
موڑ لیا، سب نے اُس کے رشتے کو بٹہ لگایا، سب غیروں کے ہو گئے، سب نے
غیروں کی چوکھٹوں کی گرد چاٹی، اور سب نے ایک ساتھ مل کر گندگیوں اور ناپاکیوں
سے پیار کیا۔ آہ سب نے عہد باندھا کہ ہم ایک ہی وقت میں گمراہ ہو جائیں گے، اور
سب نے قسم کھائی کہ ہم ایک ہی وقت میں خدا کی پکار سے بھاگیں گے۔ آہ، سب
اس سے بھاگ گئے، سب نے اس سے غول در غول بن کر بیوفائی کی! کوئی نہیں جو اُس
کے لیے روئے، کوئی نہیں جو اُس کے عشق میں آہ و نالہ کرے۔ اُس کی محبت کی
بستیاں اُجڑ گئیں، اُس کے عشق اور پیار کے گھرانے مٹ گئے، اُس کے گلّے کا
کوئی رکھوالا نہ رہا، اور اُس کی کھیتیوں کی حفاظت کے لیے کوئی آنکھ نہ جاگی!
سب شیطان کے پیچھے دوڑے، سب نے ابلیس کے ساتھ عاشقی کی، اور سب نے
بدکار عورتوں کی طرح اپنی آشنائی کے لیے اُسے پکارا۔ پھر اس پر قیامت یہ ہے کہ
کسی کو ندامت نہیں، کسی کا سر شرمندگی سے نہیں جھکتا، کسی کے گلے سے توبہ
و انابت کی آواز نہیں نکلتی، کسی کی پیشانی میں سجدہ کے لیے بیقراری نہیں، کوئی
نہیں جو روٹھے ہوئے کو منانے کے لیے دوڑ جائے اور کوئی نہیں جو اپنی بدحالیوں
اور ہلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ و زاری کرے!

ولقد اخذنٰہم بالعذاب ہم نے انہیں عذاب کی تکلیفوں میں مبتلا بھی کر دیا

فما استکانوا لربھم وما یتضرعون۔ (:   ) پھر بھی اپنے خدا کے آگے نہ جھکے اور ان میں شکستگی اور عاجزی نہ پیدا ہوئی۔

قانونِ الٰہی

آہ، میں کیا کروں اور کہاں جاؤں، اور کس طرح تمہارے دلوں کے اندر اُتر جاؤں اور کس طرح ہو کہ تمہاری روحیں پلٹ جائیں اور تمہاری غفلت مرجائے۔ یہ کیا ہوگیا ہے کہ تم پاگلوں سے بھی بدتر ہو گئے ہو، اور شراب کے متوالے تم سے زیادہ عقلمند ہیں تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو، اور کیوں تمہاری عقلوں پر ایسا طاعون چھا گیا ہے کہ سب کچھ کہتے اور سمجھتے ہو پر نہ تو راستبازی کی راہ تمہارے آگے کھلتی ہے اور نہ گمراہوں کے نقش قدم کو چھوڑتے ہو۔

افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوبٍ اقفالھا؟ (۴۷: ۲۶) کیا یہ لوگ قرآن کی آیتوں پر غور نہیں کرتے یا ایسا ہوا ہے کہ ان کے دلوں پر قفل چڑھ گئے ہیں؟

کیا تم وہ ہو جنکے لیے کہا گیا ہے کہ:

وجعلنا علیٰ قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ وفی اٰذانھم وقرا! (۱۷: ۴۸) اور ان کے دلوں پر ہنے پردے ڈال دیے ہیں کہ فکر کی آنکھ بیکار ہوگئی اور اُن کے کان بہرے ہو گئے ہیں!

آہ، تم کو معلوم ہے کہ خدا کا قانون کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اس کی سنت کبھی انسانوں کی کسی بھیڑ کے لیے بدل نہ جائیگی۔ اس کا یہ قانون ہے کہ آگ جلاتی ہے

اور دہر کھانے سے آدمی مر جاتا ہے، اور اسی طرح غفلت و معصیت ہلاکت لاتی ہے، اور خدا کی نافرمانیوں سے عذابوں اور دردناکیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے، اب بھی ایسا ہی ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا:-

سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ (:)

یہ اللہ کا قانون ہے جس کے مطابق تمام گذری ہوئی قوموں سے سلوک ہوا اور اللہ کے قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ پاؤ گے!

راہِ نجات

پس میں آج سب کچھ چھوڑ کے تم سے ایک ہی آخری بات کہنی چاہتا ہوں، اور یقین کرو کہ اس کے سوا جو کچھ کہا جاتا ہے اگر وہ اس بات کے لیے نہیں کہا جاتا تو سب کچھ بیکار ہے اور اس میں تمہارے لیے کوئی برکت و امن نہیں۔ سو یاد رکھو اور ماننے کے لیے جھک جاؤ کہ تمہاری زندگی کا ہر عمل بیکار ہے، اور تمہاری فکروں کی ہر فکر گمراہی و ضلالت ہے۔ تمہارے لیے صرف ایک ہی راہِ نجات ہے اور بغیر اس کے کسی طرح چھٹکارا نہیں۔ تم جب تک اس پہلی منزل سے نہ گذرو گے اس وقت تک خدا کا قہر تم پر سے ٹھنڈا نہ ہوگا، اور تم کبھی مراد اور خوشحالی نہ پاؤ گے۔ تمہارے سفرِ عمل کا پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کرو، توبہ کرو، اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھ خدا کے آگے جھک جاؤ، اس کی سرکشی اور بغاوت چھوڑ دو، اس کے عشق اور محبت کو

ٹھوکروں، اور درماندگیوں کے سوا کچھ بھی ہات نہ آیا۔

افلا یتوبون الی اللہ	پھر کیا ہے کہ اب بھی تم اللہ کے آگے نہیں جھکتے اور
ویستغفرونہ واللہ	توبہ و استغفار نہیں کرتے حالانکہ اللہ تو بڑا ہی بخشنے
غفور الرحیم۔	والا اور بڑا ہی رحمت فرما ہے۔

نامرادی اور مایوسی

تمھارے خدا نے تمھارے ساتھ کونسی بُرائی کی تھی کہ تم نے اُسے چھوڑ دیا اور اُسے چھوڑ کے کونسی دولت و نعمت ہے جو تمھیں ہات آگئی۔ خدا سے بڑھ کر وہ اور کون حسین ہے جس کے حُسن نے تم کو خدا سے چھین لیا، اور اس سے بڑھ کر کس کے پاس محبت اور پیار ہے جس کی زنجیریں تمھارے پاؤں میں پڑ گئیں؟ تم غیروں کے پاس جاتے ہو تاکہ ٹھوکریں کھاؤ، پر خدا کے پاس نہیں دوڑتے تاکہ وہ تمھیں پیار کرے؟ اگر تم محبت کے بھوکے ہو تو الرحمٰن الرحیم سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے عشق میں اُسے چھوڑ رہے ہو اگر تم رزق کے بھوکے ہو تو ربّ العالمین سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے خزانوں کے لالچ نے تم کو متوالا کر دیا ہے؟ اگر تم اپنی محنت کی مزدوری مانگتے ہو تو مالک یوم الدین سے بڑھ کر کون ملگیا ہے جو تمھیں بدلہ دیگا؟ فاہ، آہ، ثم آہ، علیٰ ما فرطتم فی جنب اللہ

ام اتخذوا من دونہ آلھۃ؟ پھر کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا قل ھاتوا برھانکم (۲۱: ۲۴)۔ معبود بنا لیا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو اپنے کھو کر اپنی دلیل

نہ ما تو مگر میں سنے سچ مچ دیکھا کہ جب تمہائے اندر سے اُس کی پکار کو جواب نہ ملا تو وہ
بسروں کو پیار اور محبت کے ہاتوں سے اشارہ کر رہا ہی۔

ایها الذین امنوا من	لے مسلمانو ! تم میں سے جو شخص دین حق کی راہ سے
ـد منکم عن دینه فسوف	پھر جائیگا سو اُسے یقین کرنا چاہیے کہ خدا اپنے کلمۂ حق
الله بقوم یحبهم ویحبونه	کے لیے اس کا محتاج نہیں ہی۔ قریب ہی کہ وہ ایک قوم
ـة علی المومنین اعزة	کو نمایاں کرے جو اللہ کو چاہنے والی ہوگی اور اللہ
لکافرین یجاهدون	اُسے پیار کریگا۔ وہ مومنوں کے آگے نہایت عاجزاور
ـبیل الله ولا یخافون	نرم ہونگے پر دشمنان حق کے لیے نہایت مغرور
ـۃ لائم، ذلك فضل	وسرکش، اللہ کی راہ میں بیخوف مجاہد ہوں گے اور
یوتیه من یشاء والله	کسی الزام دینے والے کے الزام کی پروا نہ کریں گے
ـضل عظیم (:)	یہ اللہ کا بڑا ہی فضل ہے جس کو چاہے چن لے وہ بڑا ہی
	کرم والا ہے۔

خـتـم